نمبر ۴۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات

کچھ دنوں سے متواتر لنگر خانہ کی ضروریات کیطرف قوم کو توجہ دلا رہا ہوں اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ احباب میں بیداری کی حس پیدا ہوئی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی جماعت نے ایکہزار روپیہ یکمشت چندہ جمع کرنے کی تجویز کی ہے اور نصف کے قریب وہ بھیج چکی ہے۔ ایسا ہی گجرات سے ماسٹر ہدایت اللہ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ وہاں کی جماعت بھی ضروریات لنگر خانہ کیلئے یکمشت چندہ کر رہی ہے اسیطرح میں یقین کرتا ہوں کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی یہ تحریک کم و بیش اپنا اثر کر رہی ہے۔ سالانہ جلسہ اب بالکل قریب ہے اس نمبر کے پہونچنے کے بعد دوسرا نمبر سالانہ جلسہ ہی کو شروع ہونیکے دن پہونچیگا جبکہ شاید بہت سے بھائی اپنے گھروں سے دارالامان کے ارادے سے نکل کھڑے ہونگے۔

وہ کچے مکانات جنکا میں ذکر کرتا رہا ہوں قریباً طیار ہو گئے ہیں۔ اب بار بار اس امر کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی کہ قحط سالی کیوجہ سے جبکہ ۸ سیر روپیہ کی گندم بمشکل ملتی ہے ہر ماہ لنگر خانہ کے اخراجات تین ہزار روپیہ سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی مہمانوں کی دیگر ضروریات بڑھ رہی ہیں کیونکہ آنیوالے لوگوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ بار بار یاتون من کل فج عمیق کی وحی بتا رہی ہے کہ فوج در فوج لوگ آنیوالے ہیں اور اس قرب زمانہ میں اس وحی کا کثرت سے ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ دن قریب ہیں۔ اگرچہ اسکے ساتھ ہی خدا تعالےٰ نے اپنے بندہ کو بشارت دی ہوئی ہے یاتیک من کل فج عمیق مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جن کے اموال ایسے کاموں میں صرف ہوں جو خدا تعالیٰ کے مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے سرانجام پاتے ہیں پس اس وقت ضرورت ہے کہ یکمشت رقوم بھی جاویں اور ماہواری چندوں کا باقاعدہ التزام ہو لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آنا چاہیئے۔ آخر میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قحط سالی کیوجہ سے ماہواری اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ چندے سے بہی زیادہ ہو گئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے سود خوری۔ جوا۔ شراب وغیرہ سے منع فرمایا۔ کیونکہ ان تمام میں پڑنے سے انسان ایک طرح کے فتنہ میں پڑجاتا ہے اور اصل مقصود کے فوت ہوجانے کا اندیشہ لازمی بات ہوجاتی ہے۔ قرآن شریف نے ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ وقت پکارا کریں ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی جو کہ قویٰ تو نے اے مولا کریم! عطاء فرمائے ہیں اُن کو ہم بے کار یا بے فائدہ تصور نہیں کرتے ہیں بلکہ ان سے کام لیتے ہیں اور تیرے اس عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جو نے ہمکو ایسے عجیب وغریب لاثانی قویٰ عطاء فرمائے ہیں تجھسے مدد بھی مانگتے ہیں یعنی خواہش کرتے ہیں کہ اے مالک ایسا وقت یا لمحہ ہمپر نہ آوے جو تیرے اس عطاء کو محض بے سود خیال کرکے ایسا کام شروع کردیں جو نستعین یعنی امداد طلبی کے برخلاف ہو۔ اس میں شک نہیں کہ تجارت جس میں نفع و ضرر دونوں صورتیں ہوتی ہیں وہ اگر بے ایمانی دغا بازی سے پاک صاف ہو تو وہ بھی خداتعالے سے امداد طلبی کی ایک سبیل ہے مگر سود خوری تو ایسا ذریعہ ہے کہ جس میں صرف ایک ہی پہلو ہے دوسرے پہلو کا نام و نشان نہیں یعنی صرف فائدہ ہی فائدہ ہو اور ہر وقت بڑھوتری کی کیا امید بلکہ یقین ہے جس سے انسان کا محنت و مشقت سے جی چرانا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے اسکی نیت ہمیشہ دوسرے کے مال پر لگی رہتی ہیں۔ جو اپنے گاڑھے پسینے سے کمائی کرتے ہیں مگر کسی وجہ سے اگر وہ نادار ہو گئے مگر سود خور میان کو کسی طرح کی فکر و محنت کرنے کی نہ تو حاجت ہے اور نہ ضرورت بلکہ ان کو کسی قسم کے خسارہ کا خواب و خیال ہی نہیں۔ پس نہ تو اسکو توکل کرنے کی ضرورت ہو اور نہ امداد طلبی کی حاجت ہے توکل کے معنے ہم یہی سمجھتے ہیں۔ کہ محنت بھی کرنا اور امداد بھی طلب کرنا جو صرف خشک توکل کرتا ہے اور محنت نہیں کرتا وہ خدا کو آزماتا ہے اور جو نری محنت کو باعث چین خیال کرتا ہے اور امداد طلبی کا خیال کرنا بُرا سمجھتا ہے وہ دہریت کے خمیر سے مرکب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص تجارت کرتا ہے اور ایک رقم کثیر یا کچھ اسباب یا مال خرید کر کسقدر منافع پر تھوڑا تھوڑا یا جسقدر فروخت ہوتا ہے۔ وہ توکل کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں مدنظر ضرور رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے گندم (کنک) فی روپیہ بیس ۲۰ سیر کے حساب سے خریدے اور وہ اٹھارہ ۱۸ سیر کے حساب سے بیچکر دو سیری روپیہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ گندم کا نرخ اس سے زیادہ ارزان ہو جاوے اور اسکو فائدہ مال کے بجائے نقصان ہووے اس لئے خریدنے کے وقت اُس کا توکل ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے تجارت کو پسند کرکے حکم دیا کہ احلّ اللہ البیع مگر سود خوری میں کوئی توکل کی صورت نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ کی ہی امید کیا بلکہ یقین ہے خواہ روپیہ ایک سوداگر پیشہ نے لیے ہوں اور اسکو کسی وجہ سے نقصان بھی آیا ہو۔ اس سود خور کو اس کی کچھ پرواہ نہیں بلکہ وہ تو رقم مع سود لیکر ہی اس غریب کا پیچھا چھوڑیگا۔ خواہ وہ گھر بیچ کر دے چاہے اور ضرور دے ورنہ مع خرچہ عدالت سے لیا جاویگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امر کو خدا نے ناپسند فرمایا حرم الربوا کا حکم صادر فرما کر اس تباہ کن مرض کے روکنے کے لئے قرار واقعی علاج تجویز کیا مگر آپ تو ایسے تباہ کن مرض کو نہ اخلاقی برائی میں جگہ دیتے ہیں اور نہ عقلی برائی میں حالانکہ ایک انسان کا سود کے پیچ میں آکر گھر بار اور جائداد کو کھو بیٹھنا نہ صرف اخلاقی بلکہ بڑے بکھیڑے عقلی برائی ہے مگر سمجھائیں کسکو اور بتائیں کسکو کہاں تو یہ حالت ہے کہ سود خوری کے بارے میں عقل و مذہب کی لڑائی نے آپ کے آگے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ عقل کی حکومت زبردست ہے کیوں؟ اس لئے کہ مذہب نے بہتیرا ہی غل مچایا مگر سود کے رواج کو ذرا بھی تو موقوف نہ کرسکا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مذہب سود کو نہ روک سکا تو کیا زنا کو چوری کو ڈکیتی کو سینہ زوری کو جوئے شراب اور عیاری کو روک سکا ہے؟ تو ان سب کا جواب نفی میں ہی ملتا ہے وجہ یہ کہ اگر مسلمان سود خور اور سود دینے والے موجود ہیں تو زناکاری کرنے والے چوری کرنے والے جواری شرابی وغیرہ بھی بہت سے ایسے ہیں جو اپنے کو مسلمانوں کا فرزند اور مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔ تو اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ مذہب نے ان کو کیوں نہ روکا۔ آخرکار یہی کہنا پڑتا ہے کہ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر ان کے کاموں کو ہرگز ہرگز نہ روک سکا۔ اکیلا اسلام ہی زناکاری چوری۔ عیاری۔ ڈکیتی وغیرہ کا دشمن نہیں یہودی نصاری کے علاوہ ہندو وغیرہ بھی تو مذہباً اس کے دشمن ہیں پھر کھلے خزانے دھڑلے سے کرتے بھی ہیں تو کیا اس سے مذہب کا قصور لازم آویگا؟ ہرگز ہرگز نہیں! وجہ یہ کہ مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ ایک فعل کے عیب و ثواب پر بہ وثوق بحث کردے پس اگر مذہب کے ذمہ یہ کام بھی ہوتا ہے۔ کہ فرداً فرداً ہر ایک کو بالاکراہ والجبر ہر ایک عیب سے روکتا اور ہر ایک ثواب کا کام کراتا لامحالہ ہم اس اسبات کے تسلیم کرنے کے لائق ہوجاتے اور تجربہ اسبات پر شہادت دیتا کہ فی الوقع بدی اور بدکاری کا روکنا اسطرح ہوا کرتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب صرف اس کے ذمہ یہ بات ڈالی گئی کہ وہ ہر ایک نیکی و بدی اور بدکاری کے عیب و ثواب پر بحث کراوے اور اسکے اثر سے یہ فائدہ پہنچا کہ ایک عالم محض اس کے پیروی کرنے سے گرداب ضلالت میں اوندھے منہ گرنے سے بچ گیا۔ اور جو گرے ہیں وے صرف ان راہوں سے اغماض کرنے کی وجہ سے گرے ہیں تو کیوں نہ ہم یہ بات مان لیں۔ کہ ضرور بضرور وہ بدی اور بدکاری کے دروازے کو ایسا بند کرتا کہ گویا قفل فولادی لگا دیتا مگر جبر واکراہ کا نہ تو اسکو اذن ہی دیا گیا۔ اور نہ اسمیں یہ قوت رکھی گئی اس لئے اُس کے ذمہ جو ڈیوٹی ڈالی گئی تھی وہ ادا کردی اور ادا کرتا ہے جو اس پر غور کرتے ہیں۔ وے فائدہ اُٹھاتے ہیں اغماض کرنے والے اوندھے منہ چاہ ضلالت میں گرکر ناکامی اور نامرادی کی مجسم تصویر بنکر خسران مبین کے وارث بنتے ہیں۔ بتلائیے کہ مذہب کا کیا قصور ہے؟ قصور ہے تو ہماری کرتوتوں کا نہ کہ مذہب کا پس مذہب کے سر اسکا الزام لگانا کیسی نادانی کی دلیل خیال کی جاوے؟!

اس میں شک نہیں کہ انسانی ہستی کے لئے عقل ایک روشن چراغ ہے اور اس کے وجود سے اُسکے بہتری کے بہت سے آرام و سلسلہ میسر ہوسکتے ہیں اور ہونے ہیں اور یقیناً اس روشن چراغ نے ہی انسانی ہستی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا ہے۔ مگر تاہم یہ بات ماننے کو کبھی تیار نہیں ہیں کہ مجرد عقل ہی

کسی بات کا تصفیہ کیا کر سکتی ہے کے قابل ہے یہی خیال فرمائیے کہ آپ بھی صاحب عقل و فراست ہیں اور ہم کو بھی خدائے تعالیٰ نے عقل اور سوچنے کا مادہ دیا ہے آپ کی عقل سود کے جواز کا فتویٰ دیتی ہے مگر ہمارے عقل تجربہ صحیحہ کی مدد سے اسکو دیکھ دیتی ہے اور اس کو ایک خطرناک اور بنی آدم کے لئے تباہ کن فعل یقین کراتی ہے۔ اب کس ثالث سے ایسا جج تلاش کریں جو ہماری اور آپ کی عقل کا موازنہ کرکے آپ کے عقل اور ہماری عقل سے عقل کورے ہونے کا فیصلہ کرے؟ لیکن نہ تو ہم ایسے بھولے بھالے ہیں کہ عقل کو بالائے طاق رکھیں اور نہ ایسے ہیں کہ عقل کو ہر ایک امر میں رہبری کا قرار واقعی ہی ذریعہ دینا۔ وجہ یہ کہ ہمارے نزدیک عقل کے ساتھ ساتھ تجربہ صحیحہ بھی کچھ چیز ہے۔ سو جب ہم ان ہر دو کو سے کر غور و خوض سے کام لیتے ہیں تو لا محالہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اے کاش! اگر سود کا چلن دنیا میں نہ ہوتا تو یہ سیکڑوں اور ہزاروں خاندان تباہی ہلاکت میں غرق ہو کر خراب و خستہ ہوئے ہیں نہ ہوتے۔ یہ سود کے چلن کے اثر سے ہی ان کو فضول خرچی عیاشی اور تماش بینی کا فریفتہ اور گرویدہ کر دیا جس سے ان کی بنائی عزت اور جائیداد کو بیگانے ہاتھوں میں جانا پڑا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہمارے دین کے علماء جو قرآن فہمی کا دم مارتے ہیں جن کو یہ گمان ہے کہ ہر ایک مجتہد بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ایسے امور کو روکیں جو تباہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے الٹے ایسے امور کے لئے دلیری دلاتے ہیں۔ جو کہ فلاکت و نکبت کا نہ صرف ذریعہ ہے بلکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہو کہ انہیں کے اثر سے نکبت و ادبار نے آ دبوچا ہے۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خاکسار محمد حسین لاہور چھاؤنی۔

دہرم چرچا کے جلسہ میں آریہ سماج کی شیرین زبانی

لاہور کے "دہرم چرچا" کے جلسہ میں مختلف مذاہب کے لکچروں کے بعد ۹ دسمبر ۱۹۰۶ء کو آریہ سماج کیطرف سے جو تقریر ہوئی اس میں بجائے اس کے کہ وید کا الہامی ہونا ثابت کیا جاتا یا آریہ دہرم کی کچھ خوبیاں ظاہر کی جاتی۔ لیکچرار صاحب نے (جیسا کہ قدرتی طور پر اس گروہ سے توقع ہو سکتی ہے) تمام انبیائے کرام و کتب مقدسہ خصوصاً حضرت سید الانبیاء بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآنی تعلیم کے خلاف انہی خود تراشیدہ لغو اعتراضات کو دہرایا۔ جو پنڈت لیکھرام مقتول اور دہرم پال وغیرہ علم عربی سے بے بہرہ ہونے کے سبب وضع کئے تھے۔ اور جن کے بیسوں معقول اور دندان شکن جواب علمائے اسلام کی طرف سے شایع ہو چکے ہیں۔ جن میں صاف اور مدلل طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جن الفاظ کے معانی کو آریہ صاحبان محل اعتراض خیال کرتے ہیں۔ وہ عربی لغت اور محاورہ کے رو سے محققین اسلام کے نزدیک مسلم نہیں۔ پھر انہیں باتوں کو بار بار مورد اعتراض ٹھہرا کر بغلیں بجانا شاید آریہ صاحبان کے لئے باعث ناز ہو تو ہو مگر کوئی عقلمند و انصاف پسند روا نہ رکھیگا۔ آریہ صاحبان بھی فی الحقیقت معذور ہیں۔ اگر وہ غیر مذاہب پر ناجائز حملے چھوڑ کر صرف وید مقدس کی خوبیاں ہی بیان کرنی چاہیں تو کیا بیان کریں کیونکہ مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنی موجودہ تعلیم سے جس کو وید کی تعلیم ظاہر کرتے ہیں آریہ صاحبان کسی روحانی منزل پر نہیں پہنچ سکے۔

آریہ لیکچرار صاحبان کو مناسب تھا کہ اسلام وغیرہ پر غیر مسلم اعتراضات تھوپنے کی بجائے وہ وید کی تعریف یوں فرماتے کہ وید وہ الہامی کتاب ہے جسکی سچی اطاعت سے فلاں فلاں زمانوں میں فلاں فلاں لوگ مقربان الٰہی بن گئے تھے جس کے ثبوت میں وہ زمانہ حال کے چند نمونے بھی پیش کرتے جو ایک حق پسند طبیعت کے لئے سود مند ہوتا کیونکہ اگر بقول آریہ صاحبان آج ویدوں میں وہ صداقت باقی نہیں جو کسی پہلے زمانہ میں تھی تو ایک طالب حق کے لئے ایسی کتاب کا عدم وجود برابر ہے۔ ہاں الہامی کتاب وحقیقت وہی ہو سکتی ہے جو اپنے سچے متبع کو ملہم اور قرب الٰہی بنا دینے میں ہر زمانے میں مقناطیسی اثر رکھتی ہو۔ سو یہ فضیلت اور عزت قرآن مجید کو حاصل ہے جس کی سچی پیرو۔ ہر ایک عہد میں اس کمال سے مستفیض ہوتے رہے ہیں اور جن کے زندہ نمونہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ جلسہ مذکور کے اس لکچر میں جو جناب میرزا غلام احمد صاحب ارسال کیا تھا اس امر کو بلوضاحت تمام ثابت کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں یہ ہر ایک معقول مذہب کا مسلمہ اصول ہے کہ جس جماعت کے نزدیک مقدسوں کی توہین اور درشت زبانی جزو دین یا عبادت سمجھی جاوے وہ جماعت روحانیت سے بالکل بے نصیب رہتی ہے چنانچہ آریہ صاحبان کی مذہبی تعلیم اپنی موجودہ صورت میں اس نتیجہ کی گواہ ہے لیکن آریہ سماج کے لئے وہ وقت بہت ہی مبارک ہوگا۔ جب ان کا کوئی خیر اندیش ریفارمر بدزبانی اور بیجا حملوں سے روک کر صرف اُن کی مذہبی خوبیاں بیان کرنے پر انہیں قانع کر دے ورنہ یہ تو ایک مجرب بات ہے کہ جو مذہب اپنی ذاتی خوبیوں کے لحاظ سے تہیدست ہو اور جسکا سرمایہ سوائے بے معنی اور دل آزار نکتہ چینی کے کچھ نہ ہو۔ یقیناً اس کے لئے باد فنا گھات میں بیٹھی ہے جو ایک نہ ایک دن اس کا کام تمام کر دے گی۔

آخر میں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ مذکور کے دلخراش لکچر سے نہ صرف مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ہے بلکہ ہندو کمیونٹی کے دیگر صلح جو فرقوں کے اکثر نیک نیت اصحاب بلکہ چند شریف طبع آریہ بھی اس کی طرف سے شاکی پائے گئے۔ حالانکہ آریہ لکچرار نے برہمو، سناتن دہرمیوں، سکھوں۔ وغیرہ کے مضامین یا عقاید کی ذرا بھی تردید نہیں کی جس سے شبہ ہوتا کہ شاید اب آریہ سماج ان فرقوں کے معتقدات سے کچھ اتفاق ہو چلا ہے۔ لیکن جب ہم آریہ گروہ کے گذشتہ لٹریچر پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق مبنی بر نفاق ہے ورنہ ان سب فرقوں کی تردید میں آج تک

ہزار صفحے سیاہ نہ کئے جاتے اور نہ ان کے بزرگون کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناکر ان کی دل آزاری کیجاتی بہرحال نتیجہ مین یہ ظاہر کرنا ضرور ہے کہ وہ دہرم چرچا"، کو اگر واقعی دلچسپی و نتیجہ خیز بنانا منظور ہے تو آریہ ماجان ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، اسرتو ہیں دل لازاری کے طریق کو ترک کردین اور اپنی اپنی مذہبی تعلیم کی خوبیان بیان کرنے دین ۔

خاکسار ماسٹر ولی اللہ اسسٹنٹ ماسٹر دیال سنگھ ہائی سکول لاہور

واعظین کو وعظ اور ناصحین کو نصیحت۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو فرائیض انسانی میں سے ایک فرض ہے جو ہر ایک شخص کے لئے علی قدر مراتب ضروری اور لازمی ہے اس معاملہ میں کلام مجید میں از حد تاکید پائی جاتی ہے ۔ ابتداے آفرینش سے ہی وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری ہے ۔ سب سے بڑا اور ناصح تو خود اللہ تعالےٰ جل جلالہ عم نوالہ ہی ہے جس نے اپنے نہایت ہی پیارے انسانون رسولون ۔ نبیون کی معرفت بذریعہ الہام و وحی ہمیشہ ہمیشہ اپنی مخلوقات کی دستگیری اور مشکلکشائی فرمائی ۔ رسالت نبوت کا عہدہ ہی محض خیر خواہیِ خلایق کے لئے مقرر ہوا ۔ قصص الانبیاءؑ پڑھنے اور سننے سے ایک دانشمند اور منصف مزاج آدمی کو بخوبی پتہ لگتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ہی کچھ ایسی قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں گویا درمیانی واسطہ ہوتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ سے وہ محبت اور پیار کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ کے پورے مصداق اور مخلوق الٰہی کے ایسے خیرخواہ کہ ان کی بہبودی اور بھلائی میں کوئی دقیقہ بھی اُٹھا نہیں رکھتے ۔ لوگون کیطرف ٹھٹھہ مخول تمسخر سے شروع ہوکر گالی گلوچ ۔ بدزبانی ۔ بدگوئی بلکہ ایذا رسانی تکلیف دہی تک نوبت پہنچتی ہے ۔ حتیٰ کہ گھربار مال جان تک اللہ تعالیٰ کی محبت اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی میں صرف کردینے تک سے دریغ نہیں کرتے یا یون کہو کہ حقوق اللہ اور حقوقِ العباد کو اس خرابی اور خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں کہ ذرہ ذرہ سے صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی آواز آنے لگ جاتی ہے ۔ پہلی نبوتیں اور رسالتین تو صرف بطور طوطیہ و تمہید کی تھیں ۔ اور اب کی تعلیمیں بھی مختص القوم اور مختص الزمان ہی تھیں جنکا خلاصہ تھا ۔ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ ۔ مگر ہماری سرکار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب کے سب مراتب مناقب انسانی تکمیل کو پہنچ کر خاتمہ کی نوبت پہنچ گئی ۔ اور حکم ہوا ۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ علیکم جمیعا ۔ انسانی کمال خواہ کسی قسم کا ہو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک میں موجود ہوگا ۔ اسی لئے تو فرمایا گیا ۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ اب حضور والا کی مہر منیر براہ راست نبوت اور رسالت کا دروازہ بند ہوگیا ۔ یہی معنے ہیں خاتم النبین کے ۔ مگر الحمد للہ والمنت کہ فنا فی الرسول ہوکر یا دوسرے لفظون میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا متبع ہوکر اور آپ کے قدم بقدم چلکر ۔ رویا ۔ الہام ۔ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مستفیض ہوسکتا ہے ۔ چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک نہ ایک مجدد ۔ دین اسلام کی حفاظت و اصلاح و تجدید کی ضرور آتا ہے جو آیت استخلاف کے مطابق سچا جانشین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جاتا ہے گویا بروزی رنگ میں خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ظہور ہوتا ہے ۔ اب میں اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہون کہ وعظ و پند اصلی تو نبیون اور رسولون اور ان کے حقیقی جانشینون ہی کا کام ہے یا جو لوگ ان کے پورے پورے پیرو اور تابعدار ہون ۔ جنہون نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا سبق اچھی طرح یاد کرلیا ہو ۔ ان کا وعظ حالی ہوتا ہے ۔ نہ صرف قالی ۔ وہ تصنع اور بناوٹ سے کوسون دور ہوتے ہیں ریاکاری سے سخت بیزار ۔ وعظ سے پہلے ان اجری الا علیٰ رب العلمین کی آواز بلند کرتے ہیں نبض شناس طبیبون کیطرح مرض تشخیص کرکے علاج شروع کرتے ہیں ۔ ڈاکٹرون اور جراحون کی طرح درشتی اور نرمی دونوں سے کام لیتے ہیں نہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا ڈر ہوتا ہے نہ کسی کی شاباش اور واہ وا کا خیال ۔ یہ نہیں کہ آجکل کے واعظین کیطرح اس روحانی اور اصلی کام کو نفسانی اور نقلی بناکر اپنا الو سیدھا کرتے پھرین ۔ جہان گئے وہان کے لوگون کے خیالات و معتقدات کو مدنظر رکھتے ہوے سریلی اور رسیلی آواز سے لگے زمین و آسمان کے قلابے ملانے ۔ نہ توحید نہ رسالت نہ امامت نہ قیامت نہ عمل صالح کی ترغیب نہ اعمال بد سے ترہیب نہ اخلاص و ریا میں فرق نہ سنت و بدعت میں تمیز نہ عبادت کی علت غائی نہ گناہ اور نافرمانی کی فلاسفی نہ تقوی و طہارت کے فائدے نہ فسق و فجور کے نقصان ۔ غرض کوئی کام کی بات تو چھیڑی ہی تک نہیں ۔ مگر مجلسِ وعظ کو ایسا گرمایا کہ کبھی ہنسایا کبھی رُلایا ۔ مسایل ایسے ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان نہ سر نہ پیر ۔ عجائبات کا مجموعہ نادرات کا ذخیرہ ۔ نہ آنکھون نے دیکھے نہ کانون نے سنے کبھی کسی مخالف فرقہ پر گہ جھوک کبھی کسی فریق مقابل پر اشارے کنارے نہیں نہیں کھلم کھلا پھبتیان اور دل لگیان ۔ اور دل کھول کر اور جی بھر کر دوسرون پر بہتان بندیان ۔ مجلس اور اہل مجلس کو لوٹ لوٹ ہی تو کر دیا ۔ سامعین بھی جیسی روح ویسے ہی فرشتے عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے ۔ چارون طرف سے مرحبا جزاک اللہ کے ساتھ ساتھ ہی لگے روپیہ ۔ پیسے اور کپڑے پھینکنے ۔ آج ایک محلہ کی مسجد میں تو کل دوسرے محلہ کے کسی رئیس کے مکان کی چھت پر ۔ غرض شہر ۔ شہر ۔ گاؤن گاؤن ۔ محلہ محلہ ۔ گھر گھر واعظ ہوا ۔ کسیکو معلوم تک نہ ہوا کہ پیدا کس لئے ہوئے ہیں اور ہمارے فرائیض منصبی کیا کیا ہیں ۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالح کس چیز کا نام ہو:

(باقی آئندہ)

اخبار الحکم کی ہفتہ میں دوبار اشاعت کا فیصلہ

جیسا کہ گذشتہ اشاعتوں میں لکھا جاتا رہا ہے ناظرین الحکم سے اس سوال کے متعلق استصواب کیا گیا تھا۔ میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ ایک بھی کارڈ اسکے خلاف دفتر اخبار الحکم میں نہیں پہنچا۔ اس بنا پر یہ قطعی فیصلہ ہو جانا چاہئے تھا کہ الحکم کو مستقل طور پر ہفتہ میں دوبار کر دیا جاتا۔ کیونکہ ناظرین الحکم بخوشی خاطر مزید اخراجات کو برداشت کرنے پر آمادہ ہیں۔ تاہم میں نے مناسب سمجھا ہے کہ فی الحال امتحاناً تین ماہ کے لئے الحکم کو ہفتہ میں دوبار کر دوں اور اگر اس عرصہ میں اسکی خدمات پسندیدہ ہوئیں اور عملی طور پر اس کی قدر کی گئی جس کی خدا کے فضل سے مجھے سرپرستان الحکم سے توقع ہے تو پھر یہ اجرا مستقل کر دیا جائے گا (انشاء اللہ العزیز) ورنہ نہیں اگرچہ یہ آزمائشی صورت انوکھی اور نرالی نظر آئیگی مگر میں اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھتا اِس لحاظ سے آیندہ الحکم جو جنوری ۱۹۰۸ء سے شائع ہوگا اگر اس اشاعت کا موقعہ میری زندگی میں آیا تو اس کی اشاعت کی تاریخیں حسب ذیل ہوں گی

۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰

اور ہر دو اشاعتوں کے مضامین کی ترتیب مناسب اور معقول ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ہوگی اور اخبار کو اس رنگ پر لیجایا نیکی سی لیجایا جائیگی جو اسکی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو سکے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے وابستہ ہیں اسی پر بھروسہ ہے اور وہی کارساز ہے۔ آخر میں مجھو اپنے ناظرین سے پھر یہ عرض کرنا ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ اس کا حلقۂ اشاعت وسیع ہو۔ اور اس طرح پر اس سے فایدہ اُٹھانے والوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو۔

یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دو سو برس سے مسلمان ہو گئے تھے پھر بمقام آگرہ شدھ کر لئے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جو آریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں جسارت کرنے کی عادت سے آگاہ ہیں اُن کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبر کو لفظ بلفظ سچا مان کر اظہار افسوس کر رہے ہیں اگر حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے اور اصل حالات بتلائے جائیں تو اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ خبر بھی آریہ غلط بیانی کے رنگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کو گذشتہ سال متواتر اخبار راجپوت گزٹ لاہور یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہوا ہے اُنھیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جو راجپوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے تھے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو اس وقت شدھ کئے گئے ہیں۔ مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یا کسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے لئے اُنھوں نے سوائے اس کے کہ گوشت کھانا شروع کر دیا اور کوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تو اکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں۔ مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے بہت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات بدر کر دیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے۔ ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ خدا کی وحدانیت آنحضرت صلعم کی رسالت قیامت اور ملایک وغیرہ پر ایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری سے مسلمان تسلیم کیا جائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہو کہ یہ آریہ لوگوں کی محض افترا پردازی ہے جو آپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں ورنہ خیال رہے

کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے۔ کبھی ایسا بیوقوف نہیں ہو سکتا کہ نیوگ سے مخرب اخلاق اور تناسخ سے لایعنی اور قانون قدرت کے برخلاف مسایل پر آمنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار ہو جائے۔

گذشتہ سال جب ایک دفعہ انہی راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی اور آریہ توجہ کریں" شایع کیا تھا تو ہم نے اس کے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام مورخہ ستمبر ۱۹۰۶ء جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شایع کروایا تھا جس میں ہم نے راجپوت گزٹ کے مختلف مضامین کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے ہرگز مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور یہ کہ یہ بھی ست کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ سماجی ان کو مسلمان بنا کر علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے پھر ایک بیہودہ مضمون کا طول طویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" یا انہی کے مترادف الفاظ کے عنوان سے شایع کیا تھا جس کے جواب میں ہم نے پھر اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم شدھی اور مسافر کا اپنی غلطی پر بیجا اصرار" چھپوایا تھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھ کر اور زیادہ واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی نہ پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو۔ حتے کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ حضرات جو یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک ہی ایسی عادت۔ رسم یا روش پیش کر دیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا شبہ ہو سکے تو ہم مانیں کہ واقعی وہ پابند چیلے کچھ نہ کچھ سچائی کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ یہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ جس مذہب کے عام پیرووں کو چھوڑ کر پیشواؤں میں بھی ایسی صریح دروغگوئی کی جرأت موجود ہے۔ وہ مذہب کبھی بھی مذہب حق نہیں ہو سکتا کیونکہ خداوند کریم خالق کون و مکان جسے دنیا میں امن رکھنا پسند ہے وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو ایسی بداخلاقی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ (الراقم احقر ہوشیارپوری عفا)

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بدیں مضمون شایع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۳ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا پلیگ میڈیکل افسر گجرات تھا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض تشخیص کیا گیا تو تشنج نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کر لیا گیا۔ وہ یورپین ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۱۲ تاریخ کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ ٹیکہ لگانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں تھیں سب برتی گئی تھیں۔ مزید برآں ٹیکہ لگے ہوئے مقام پر کسی قسم کی سوزش کا نہ ہونا۔ اور ٹیکہ لگنے و علامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان قلیل ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چھ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی سے ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے خاصے ہیں۔ لڑکے کی مرض کا باعث غالباً وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اس کی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کر کے گورنمنٹ نے اس کی ماں کی درخواست کو منظور فرما کر غمزدہ ماں پر ترس کھایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹنٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہو گیا تھا۔ مگر اب پھر جاری ہے ٭

سالانہ جلسے کے متعلق اطلاع

۱۔ مہمانوں کے لئے چارپائیوں کا کوئی انتظام نہیں ہوگا۔ بعض خاص اور اشد ضروری حالات کے ماتحت اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو قابل اعتراض نہ ہوگی عام طور پر فرش پر سونے کا انشاء اللہ معقول انتظام ہوگا۔

۲۔ مہمانوں کو ان کی فرودگاہ بتلانے کے لئے منشی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مامور ہونگے جو ان کو مدرسہ کے بڑے دروازے پر ملیں گے۔ حتی الوسع ضلعوار جماعتوں کو اتارنے کا انتظام کیا جاویگا۔ اور ہر جماعت کے ڈیرہ کے لئے عام ضروریات مہیا کرنے کیلئے والنٹیر رہینگے۔ جو اطلاع ہونے پر فوراً انتظام کرینگے اس لئے اپنی ضروریات کے لئے والنٹیر مقررہ کو اطلاع دینی ہوگی۔

۳۔ ہر آنے والی جماعت اپنی جماعت سے ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کر لے وہ اپنے رفقاء کی ضروریات اور آسایش کے متعلق مقرر شدہ والنٹیر کو اطلاع دیتا رہے گا اس طرح پر وہ جماعت گویا خود ذمہ وار ہوگی۔ اور اسے تکلیف بھی نہ ہوگی۔

۴۔ ہر ضلع کی جماعت ہر پندرہ آدمیوں پر ایک کارکن آدمی جو مضبوط اور جفاکش ہو قادیان کی خادم جماعت کو کام کرنے کے لئے دیگی۔

۵۔ جن مکانوں میں احباب فروکش ہونگے ان میں جو ضروری اشیا ان کی تحویل میں خادمان قادیان کی طرف سے دی جائینگی۔ وہ ان کی احتیاط اور حفاظت کے لئے ذمہ وار ہونگے۔

۶۔ مہمانوں کو کھانا کھانے کے لئے ان اوقات مقررہ کی پابندی لازمی ہوگی جو پہلے سے ان کو بتا دئے جاویں گے۔ اگرچہ بعض احباب اپنے مقررہ اوقات پر کھانے کے عادی ہوتے ہیں لیکن امید ہے وہ اتنے بڑے مجمع کے انتظام کو قائم رکھنے کی خاطر اور ضابطہ اور قواعد کی پابندی کے خیال سے ان باتوں کا لحاظ رکھینگے۔ تاہم خادمان قادیان بھی ایسے امور کا پورا لحاظ کریں گے جو کسی اشد بے ضابطگی کے بدون اپنے احباب کی آسایش اور آرام کا موجب ہوں۔

فی الحال یہ عام باتیں بینے لکھدی ہیں بعض ضروری امور اور ہدایت ضرورتاً یہاں پہنچ جانے پر بھی دی جا سکیں گی۔

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان

آج ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء تک رعایتی کرایہ کا فیصلہ نہیں ہوا آج تار دیا گیا ہے امید ہے کوئی فیصلہ ہو سکے۔

الہامات اگلے ہفتہ میں درج ہوں گے ——— ایڈیٹر

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ستیہ بچن ۱۲ر - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۴ر - نور القرآن حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر - فیصلہ آسمانی - قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات - تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۸ر) سلک مروارید حصہ اول - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر حصہ دوم ۴ر - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر - برہان الحق قیمت ۳ر محامد المسیح قیمت ۱ر خطبات کریمیہ قیمت ۴ر - تفسیر سورہ ثبت قیمت ۱ر - نمونہ قرآن مجید - ۱ر

المشتہر

مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپورہ

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جسکے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہوسکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اسکے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سر درد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا - تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہوجاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم اشاعت دوائے فیس اسکا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے - قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں نصف قیمت -

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار و اجرت سے مطلع فرمائیں -

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمالو پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے - قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدعملیوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چندے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی باہیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں - قیمت فی بکس ایک روپیہ -

طلاء طلسمی - پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ - قیمت چھ ماشہ دو روپیہ ۶ع

سرمہ سلیمانی - آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور بصارت بڑھانیوالا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون وندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرافراز حسین مالک کارخانہ لمحمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

تقدیر

متقدمین کو کامل یقین تھا کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانہ حال میں بھی بہت سے علما مان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے افعال خواص اور حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے ہم تقدیر کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور اُن میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ تقدیر اور خاصکر جوتش کی تقدیر کی ہستی کے مقر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اس طرف کھنچتی ہے مذکورہ بالا عبارت ڈودن کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جس کی ایک نقل شائع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے۔ یہ ایک نادر اور تعجب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اس طرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اس میں جو جوابات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے۔ ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دیگئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی اکیلی اس کتاب کی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ڈودن کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو اس لئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام و پتہ صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر ڈودن پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جس میں یہ تحریر شائع ہوئی ہے حوالہ دینگے اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوالیجے کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہونگے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائے گی۔

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۲۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۴ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ [illegible] روپیہ اور دوم مبلغ [illegible] مبلغ [illegible] بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے کا دھوپ ڑنے والے بھی تیار ہیں۔

مستریان مولابخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سپرہ ہولیشو دار کشمیری لکڑی کی ہے ہینڈل کاک کین اور ربڑ کے بنے ہوئے نہایت ... ہیں قیمت [illegible] روپیہ۔ کرکٹ بیٹ سپرہ ہولیشو دار کشمیری لکڑی کی ہے کین ہینڈل عمدہ ربڑ کے ... کے لئے نہایت عمدہ ہا۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوئم کی ہوگی۔ ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگا [illegible]۔ کرکٹ بیٹ ... کین لکڑی چیدہ مضبوط اور پایدار پریکٹس کیلئے [illegible]۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے [illegible]

بچوں کے کرکٹ سٹ ۱۲ سے ۱۳ برس کیواسطے دو سٹ ایک سٹ ڑکس ایک بال لکڑی کا فی بکس فی سٹ [illegible]

ہاو اوسٹ ایک سٹ وکٹس ایک بال فی بکس [illegible]

فٹبال عمدہ کاؤ ہائڈ پایدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پایدار [illegible]

بچوں کے لئے فٹبال [illegible] بلیڈر [illegible]

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے [illegible]

ر دھاگے کے بیچ [illegible]

ر پریکٹس [illegible]

کرکٹ ویلس فی کاپی [illegible]

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکیٹ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ۔ پریکٹس وکٹ۔ فٹبال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور قیمت اس سے بہت کم میں اسکو کم خرچ بالا نشین کا مصداق پاتا ہوں۔ نیاز مند حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول سجانپور ٹیرہ ضلع کانگڑہ ۱۰۔

بچوں کی صحت

والدین کی بڑی فکر کی بات ہے اگر بچہ چڑچڑا ہو معدہ ضعیف ہے تو اسکو

اسکاٹ املشن

شتابی تو قف نہ چاہیئے

اگر چند قطرے دودھ میں ملا کر دیئے جائیں تو بچہ میں تغیر معلوم ہو۔ بچہ خوش بشاش نہ چڑچڑا ہو اور غذا جو صحت کی نشانی ہے مزے سے کھائے

ہاتھ سے نہ چھوٹنا چاہیئے

سب دوا فروش بیچتے ہیں (اسکاٹ ویون لمٹڈ) دوا سازان لنڈن انگلینڈ

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مہتمم چھپکر شائع ہوا

کیا لاہور کی آریہ سماج خونی منظر کی محرک نہیں؟

گورنمنٹ خبردار رہے!!!

گزشتہ شورش اور فتنہ پردازی میں آریہ سماج کے متعلق جس عام رائے کا اظہار ہوا ہے اور گورنمنٹ نے جس فرزانگی اور سیاسی دانشمندی کے ساتھ ملک اور اہل ملک کو آنیوالی مصیبت سے بچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ گورنمنٹ کی اس عطوفت اور مراحم خسروانہ کا جو اس نے آریہ سماج کے ساتھ دکھائی ہے ان لوگوں کو ایسا شکر گذار ہونا چاہیئے تھا کہ آیندہ کے لئے وہ اپنی شوخی اور بے باکی کے رویہ کو بالکل بدل لیتی مگر گورنمنٹ کے متعلق اگر کسی مصلحت سے وہ خاموشی اختیار کر رہی ہے تو

مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے

آریہ سماج کے لیڈروں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آریہ سماج کی شورش کو ظاہر کرنیوالے مسلمان تھے اور مسلمانوں نے گورنمنٹ کے کان بھرے ہیں جس پر لالہ لاجپت رائے کو جلا وطن کیا گیا۔ مگر

گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ اس کا ذمہ وار کون ہے گورنمنٹ نے پوری تحقیقات سے کام لیا اور اپنے تمام معتبر ذرائع کی بنا پر وہ اس نتیجہ پر پہونچی جس پر پہونچی لیکن ان اخوان الشیاطین کو مسلمانوں سے پہلے ہی کچھ کم کینہ اور دشمنی نہ تھی جو اس پر اس شورش کے نتائج نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا۔ آریہ سماج نے مسلمانوں کو بھڑکانے اور جوش دلانے کے لئے تمام حیلوں کو استعمال کرنا شروع کیا تا کہ مسلمان جوش میں اگر کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جس سے وہ بھی بدنام اور معتوب ہوں مسلمانوں کے ملکی اور مذہبی لیڈروں کو اس موقع پر بڑی جدّ و جہد کرنی پڑی اور اپنی قوم کو سمجھایا کہ وہ ان لوگوں سے ہر آیینہ الگ رہیں چنانچہ

مسلمان الگ رہے

مسلمانوں کے اس الگ رہنے کی پالیسی نے ہی سماجیوں کو بھڑکایا اور جوش دلایا اور انہوں نے مسلمانوں کے بزرگوں اور رہنماؤں کو کوسنا شروع کیا۔ چنانچہ آریہ اخباروں میں جہاں ایک طرف قوم کو بھڑکانے کے لئے سکھ گروؤں کے حالات لکھنے شروع کئے وہاں ساتھ ہی مسلمان بادشاہوں خصوصاً محی الدین اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی نسبت نہایت ہی ناشایستہ اور دل دکھانے والے الفاظ استعمال کر کے مسلمانوں کے دل دکھانے کا ذریعہ اختیار کیا گیا۔

آریہ سماج کا مذہبی لٹریچر جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور دوسرے مخالف مذہب والوں کے خلاف شایع ہوا ہے پہلے ہی سے امن عامہ کو توڑنے والا اور دوسری قوموں کو سخت جوش دلانیوالا ہے مگر ان ایام میں خصوصیت سے یہ رنگ اختیار کیا گیا اسکی غرض یہی تھی

مسلمانوں کو جوش دلانا تھا

مگر اس غرض کی تکمیل کے لئے ایک اور حیلہ تجویز کیا گیا اور وہ یہ تھا کہ پچھلے سالانہ جلسہ پر جو نومبر کی آخری تاریخوں میں ہوا۔ لاہور کی آریہ سماج نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء لیکر ۲۹ دسمبر ۱۹۰۶ء تک ایک مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھی جس میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کو شمولیت کی دعوت کیگئی اور بذریعہ اشتہارات عام طور پر شایع کیا کہ نہایت ادب اور تہذیب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضامین پڑھے جائیں گے۔ اس موقعہ پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعوت کیگئی۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر بھی جانتے ہیں کہ حضرت اقدس کبھی ایسے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ ہونا پسند کرتے ہیں بلکہ وہ مباحثات کو نفرت بڑھانے کا ذریعہ اور ملک کے امن عامہ کے خلاف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے کئی سال گذرے گورنمنٹ آف انڈیا کو ایک خاص قانون مذہبی مناظرات اور مباحثوں کے متعلق مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور چاہا تھا کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کیجاوے

لیکن

آریہ سماج نے اس مرتبہ جبکہ نہایت تہذیب اور رعایت ادب کے ساتھ مضمون مقررہ پر مضمون پڑھنے کا وعدہ کیا اور ہر طرح سے اطمینان دلا دیا کہ نکتہ چینی اور بدگوئی نہیں ہوگی اور یہ یقین کر کے کہ ان لوگوں نے گذشتہ تادیب سے اپنا طرز بیان بدل لیا ہوگا تو انکی درخواست پر آپ نے بھی مضمون لکھا اور اسی بنا پر مختلف شہروں سے ہماری جماعت کے کئی سو آدمی شریک جلسہ ہوئے۔

سناتن دہرم والوں، برہموؤں اور عیسائیوں نے ہر طرح سے حفظ مراتب کو نگاہ رکھا اور کسی قسم کا دل آزار فقرہ یا جملہ انکی تحریر میں نہیں آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے جو مضمون پڑھا گیا وہ تو

امن عام اور صلح اور سلامتی کا پیغام تھا

جو شہزادہ امن کیطرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس میں بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ ہندوؤں اور آریوں کے مسلّمہ بزرگوں کی عزت اور عظمت کا نہایت صدق دلی سے اعتراف کیا گیا تھا۔ اور مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان عام اتحاد اور اتفاق کی محکم تجویز بتائی تھی۔ اور صاف طور پر فرمایا تھا کہ

ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شایع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنیوالے جو آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسا کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے اور انہیں سے تھے جن پر خدا کا فضل ہوتا ہے مگر ہم اس شکایت کے لئے کسی کے آگے روویں اور کسی سے اس بات کا انصاف طلب کریں کہ دوسری قومیں ہم سے یہ معاملہ نہیں کرتیں

دیکھو یہ کیسی پیاری تعلیم ہے جو دنیا میں صلح کی بنیاد ڈالتی ہے اور تمام قوموں کو ایک قوم کیطرح بنانا چاہتی ہے یعنی یہ کہ

دوسری قوموں کے بزرگوں کو عزت سے یاد کرو

بار بار اس اصل پر زور دیا گیا اور سمجھایا گیا مگر دوسرے ہی دن آریہ سماج نے

ان تمام باتوں کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔ بحالیکہ آریہ ورت کے کسی رشی منی پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا تہا۔ بلکہ انکی عزت اور تعظیم کیگئی تہی۔ اور آریہ سماج کے لیڈر سن چکے تھے اور وہ چہپا ہوا لیکچر بہی ان کو دیا گیا تہا مگر

آریوں نے ہم پر سخت ظلم کیا

۴ دسمبر کی شام کو جب انہوں نے اپنا مجوزہ مضمون پڑہا۔ تو اس میں خدا کے برگزیدہ نبیوں اور راستبازوں اور مقدس لوگوں پر وہ دل آزار حملے کیے گئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور امن اور صلاحیت کی ہدایتوں کو پڑہا اور سنا ہوا نہ ہوتا تو

آریہ سماج کے مندر میں خون کی ندیاں بہ جاتیں

آریہ سماج نے ہم سے وعدہ کیا تہا کہ وہ ادب اور تہذیب سے مضمون پڑہیگی اور کسی پر حملہ نہیں کیا جائیگا کوئی دل آزار فقرہ نہیں بولا جائیگا ہم نے اس وعدہ کی پوری رعایت کی اور کرنی چاہیے تہی مگر آریہ سماج نے اس کو توڑ کر ہم کو اپنے گہر بلا کر مہمان نوازی کے عام اخلاق کو بالائے طاق رکہکر اور قانون انگریزی کی بہی پرواہ نہ کرتے ہوئے

نہایت گندے۔ نہایت ناپاک اور دل آزار حملے کیے

کیا آریہ سماج نے ہماری قوم کا کئی ہزار روپیہ جو اس مطلب کے لیے اسے خرچ کرنا پڑا تہا برباد کر کے ہم کو سخت دکہ نہیں دیا۔ سینکڑوں آدمی اپنے کاروبار چہوڑ کر راستہ اور سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے وہاں پہونچے اور لاہور کی جماعت کو ایک کثیر خرچ اپنے بہائیوں کے لئے خرچ کرنا پڑا مگر آریہ سماج کے لیڈروں نے گہر بلا کر

ہمارے مقدس رسول اور مسلمہ بزرگوں کو گالیاں دیں

جو طریق آریوں نے اس مرتبہ اختیار کیا۔ اسکی نظیر کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جب سے برٹش راج کا پرچم ہندوستان پر لہرانے لگا ہے اور جب سے مذہبی آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی کا عطیہ گورنمنٹ نے دیا ہے عیسائیوں نے باوجود اسلام کے مخالف ہونے کے کبہی اسطرح اشتہار دیکر اور مسلمانوں کو اپنے گہر بلا کر اور ادب اور متانت کی گفتگو کا وعدہ کر کے دل آزار الفاظ میں حملے نہیں کیے۔ یہ پہلا موقع ہے اور اندیا بہر میں اسکی نظیر ہی چاہیے کہ مسلمانوں کو مدعو کر کے اور ان کو اپنی شائستگی کا یقین دلا کر اسطرح چہیڑ دیا جو آریہ سماج کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔

اس سے بڑہکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ بندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسکو (اگرچہ غلطی سے) روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتیں اور شاہنشاہ اپنا نجات دہندہ سمجہتے ہیں معاذ اللہ معاذ اللہ

قانون قدرت کے خلاف پیدائش رکہنے والا

کہا گیا۔ خدا تعالیٰ کے ایک قدوس بزرگ کی شان میں اس قسم کا ناپاک حملہ جسقدر دکہ دینے والا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قلم نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی تمام راستبازوں حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت نوح حضرت آدم علیہم السلام سب پر نام بنام حملہ کیا اور ان کی بے ادبی دل آزار الفاظ میں کی ہمارے لئے ذرا وقت نہ پائے ماندن والا معاملہ ہو رہا تہا۔ یہ بیشک توہین صرف عیسائیوں کی ہی نہ تہی بلکہ مسلمانوں کی بہی تہی

کیونکہ مسلمان سچے دل سے ان سب کو اپنا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں پہر یہی نہیں بلکہ

راستبازوں کے سردار اور مقدسوں اور معصوموں کے امام

سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر دیدہ دلیری اور بے باکی کے ساتہ

دل آزار اور ناپاک حملے کیے گئے

آریہ سماج کے لیڈر ہم ۴ گہنٹہ پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن چکے تہے کہ

"وہ رجوع خلایق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمر بستہ کہڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنیوالے تہے آپ کے قدموں پر ادنےٰ غلاموں کیطرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بہی ذلیل چاکروں کیطرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجہتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے اتر آتے ہیں"

اور ایسا ہی انہوں نے صاف طور پر سنا تہا کہ

"خاص کر ہمارے مقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو گندی گالیاں دیتے ہیں صرف وہ زبان سے تو صلح صلح کرتے ہیں مگر اسی زبان کو تلوار کیطرح کہینچکر ہمارے اس پیارے نبی پر چلاتے ہیں جس کے قدموں کے نیچے ہماری جانیں ہیں"

ایسا ہی انکو کہول کر بتا دیا گیا تہا کہ

"ہم اس اصول کو اپنے ہاتہ میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ گواہ رہیں جو ہم نے مذکورہ بالا طریق کے ساتہ آپ کے بزرگوں کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کیطرف سے تہے اور آپ کی صلح پسند طبیعت سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ بہی ایسا ہی مان لیں۔۔۔۔ اور اگر اس طریق سے صلح نہ ہو تو آپ یاد رکہیں کہ کبہی صلح نہ ہوگی بلکہ روز بروز کینے بڑہتے جاویں گے۔ مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریم کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجہتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور ان کے دوست بن جائیں جنکا کام دن رات یہ ہے کہ وہ ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے ان کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں آپ یاد رکہیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بہی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ انکی راہ میں کانٹے بوتے ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابان کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے"

ان تمام باتوں کو سن لینے کے بعد آریہ سماج کے لیڈروں کو اس حرکت سے باز رہنا چاہیے تہا جو انہوں نے کی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اشتعال دلانے اور بہڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکہا اور مسلمان ان آزردہ الفاظ کو

جو اُن کو گھر بلا کر اُن کے مقدسوں کی شان میں بولے گئے مگر اس بے عزتی کو گوارا نہیں کرسکتے جو اُن کی ہوئی ہے ۔ گرچہ

قانون برطانیہ کے ادب

اور احترام کی وجہ سے وہ اس جلسہ میں بیکس ہو کر بیٹھے رہے ہیں۔ اور امن جلسہ میں کوئی خلل نہیں آنے دیا مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں رُک سکتا کہ جب وہ الفاظ شائع ہوں گے

تو عام فساد کا اندیشہ ضرور ہے

کیا یہ سچ نہیں کہ لیکھرام اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے قتل ہوا۔ کیا یہ درست نہیں کہ سرحدی علاقہ میں اگر ایک آریہ کو وہاں سے نہ نکال دیا جاتا تو اُس کی جان کی خیر نہ تھی ۔ اس لئے میں گورنمنٹ کی خیرخواہی کی بنا پر جو ہمارا مذہبی فرض ہے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ڈاکٹر چرنجیو سکرٹری آریہ سماج لاہور کی اس تقریر کے نوٹس لے جو ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو اُس نے پڑھی ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پولیس کے رپورٹر موجود تھے اور اُن کا فرض تھا کہ وہ ان کلمات کو نوٹ کریں جو اُنھوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کے لئے عمداً بیان کئے اور اگر اُنھوں نے ایسا نہیں کیا تو لاہور پولیس کا فرض ہے کہ وہ **امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے اُس مضمون کو حاصل کرے اور اُس کی اشاعت روک دے اور اسپیر** یور انوٹس لے ۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ڈاکٹر مذکور ممکن ہے اصل مضمون کو تلف کردے مگر پولیس رپورٹرز اُن دل آزار الفاظ اور فقروں کو بھول نہ گئے ہونگے اور حاضرین کی ایک کثیر تعداد کو یاد ہوگا ۔ ایسا ہی مجھے امید رکھنی چاہئیے ڈپٹی کمشنر لاہور اور بیدار مغز حکومت اپنی پنجابی رعایا کو اُس خطرہ سے بچانے کے لئے توجہ فرمائے گی جو ایسے

دل آزار اور مشتعال وہ مضمون کی اشاعت سے متصور ہے

مَیں اس سے زیادہ سردست کچھ لکھنا نہیں چاہتا ۔ ہاں مسلمانوں کی خدمت میں ایک لفظ کہونگا اور بس کہ وہ نہایت حوصلہ اور صبر سے اُس نتیجہ کو دیکھیں جو گورنمنٹ کی توجہ کے بعد پیدا ہوتا ہے جس صبر اور حلم سے تم نے ابتک کام لیا ہے اسی کو اپنا شعار بناؤ ۔ آریہ چاہتے ہیں انہیں بھڑکائیں اور جوش دلائیں انھوں نے جوش دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور بے شک تمہاری عزت اور حمیت دینی مقتضی ہے کہ تم اپنا انصاف آپ کرلو مگر نہیں

برٹش راج مظلوموں کی حمایت کرتا ہے

اپنا دکھڑا گورنمنٹ کے سامنے رکھو ۔ جو امید ہے وہ ضرور سُنیں گی

ریویو

شری دیو گورو بھگوان کے دربار میں میری اپیل

نام کا ایک ہی صفحہ کا رسالہ دسمبر ۱۹۰۷ء کے اندر کے قایم مقام ...

بابا ل بی ۔ اے مختون آریہ نے شائع کیا ہے اور اس کی قیمت رکھی ہے اس رسالہ کو ادنیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے اور اس طرح یہ روپیہ کمانے کا اچھا خاصہ لٹکا ہے اس رسالہ میں دیو سماج کے بعض کرم چاریوں کے خطوط اور ڈائریاں حاصل کرکے ان کے چال چلن پر حملے کئے ہیں اور ان کے اس اعتراض کا نزکی بہ ترکی جواب دیا ہے جو وہ خدا پرستوں کی کمزوریوں کو دیکھکر کیا کرتے ہیں ۔ میں اس قسم کے جوابات کو پسند نہیں کرتا ۔ نہیں معلوم کہ دھرم بابا ل نے یہ کاغذات کس طرح پر حاصل کئے ہیں ۔ ہاں یقین نہیں کرسکتا کہ کسی جائز طریق سے ان کاغذات کو حاصل کیا گیا ہو ۔

میں دیو سماج کے ممبروں کی اس پالیسی کو بھی ناپسند کرتا ہوں جو وہ کسی شخص کی کمزوری کو مدنظر رکھکر خدا تعالیٰ پر حملے کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے منکر ہی سہی مگر اس کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ ایسے رنگ میں مخالفت کا اظہار کریں جو اخلاقی پہلو سے بھی گرا ہوا ہو ۔ دھرم بابا ل نے اس جواب میں استہزا اور تمسخر کو اختیار کیا ہے جس کے لئے میری ذاتی رائے یہی ہے کہ بہتر تھا وہ اس رنگ کو اختیار نہ کرتا ۔ دیو سماجیوں کو جواب دینے کی خاطر اگر اس نے ان کاغذات کو ناجائز وسایل سے حاصل کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک امر ہے کیا اُس نے اسلام کو اسی لئے چھوڑا تھا کہ وہ اُسے دوسروں کے مال پر خواہ وہ کسی حیثیت کا ہو دست تصرف دراز کرنے سے روکتا تھا ۔ دھرم بابا ل کا یہ فعل سنجیدہ پبلک پسند نہیں کریگی ۔ اور ایسے اعتراض کرنے سے پہلے اسکو اب آریوں کے کرم دھرم کو دیکھ لینا چاہئیے تھا ۔ کتاب مذکور ۲ر قیمت پر منیجر اندر لاہور سے ملیگی ۔

سوانح عمری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ چھوٹی سی سوانح عمری شری ہے پرکاش دیوجی بہ چارک براہم دھرم لاہور نے حال میں شائع کی ہے ۔ مسلمانوں نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف لکھنے کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جو ایک نہایت افسوسناک امر ہے ۔ شری ہے پرکاش دیو نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مختصر سی سوانح عمری جس رنگ میں لکھی ہے وہ نہایت قابل قدر کام ہے اگرچہ ایک ایسے شخص کے قلم سے جو مسلمان نہیں بلکہ براہمو ہے آں حضرت کی لائف کا لکھا جانا تعجب انگیز امر ہے مگر جس سپرٹ سے اُنھوں نے اس کتاب کو لکھا ہے وہ بہر حال قابل شکر گذاری ہے ۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اس کتاب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر سیر گن بحث کی حاجت ہے مگر ایک براہمو کے قلم سے نکلی ہوئی سوانح عمری متعصب عیسائیوں اور آریوں سے کروڑوں درجہ بے تعصبی سے لکھی گئی ہے ۔ ایسی کتاب قابل قدر ہے اور پڑھنے کے لائق ہے عمدہ طور پر چھاپی گئی ہے قیمت ۵ر

بینجر برہم پر چارک لاہور سے منگواؤ ۔

آپ جلسہ پر آتے ہیں تو آپکا فرض کیا ہونا چاہیے؟

سالانہ جلسہ بالکل قریب ہے اور الحکم کی اس اشاعت کے بعد دوسرا نمبر اسی روز نکلیگا جبکہ قادیان میں سالانہ جلسہ کی تقریب پر بہت سے احباب آچکے ہونگے اور اکثر راہ میں ہونگے یہ سالانہ اجتماع کی تقریب ہماری جماعت میں ایک قسم کی عید کی تقریب ہے جبکہ دور دراز اور ہر گوشہ ملک سے احباب جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر انھیں مسرت ہوتی ہے وہ اپنے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیحا دم کلمات سے اپنی بہت سی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں۔ میں اس وقت چند ایسی باتیں پیش کرتا ہوں جو میرے خیال اور تجربہ میں اس قابل ہیں کہ ہماری قوم کے ہر فرد کو ان پر غور کرنا چاہیئے خصوصاً جبکہ قادیان کی سرزمین پاک میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ اور ایسی تقریب پر جبکہ ہزارہا انسان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب سے اول جو مقصد ہر آنے والے بھائی کے دل میں مرکوز ہونا چاہیئے وہ یہ ہو کہ جس طرح سے ممکن ہو اُس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے یعنے ان میں ایک دوسرے کے لئے ایثار اور مروت ہو۔ ایسے بڑے مجمعوں میں کئی قسم کی فروگذاشتیں ہو سکتی ہیں ہو سکتا ہے کسی کو وقت پر کھانا نہ ملے حسب دلخواہ اُترنے کے لئے جگہ نہ ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو اس لئے ایسے وقت میں ہر شخص کو اپنی جگہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے ایسی صورت میں یہ امر مد نظر رہے کہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو آرام پہنچے۔ ان معمولی باتوں پر کبھی بھی کوئی آواز کسی کے کان میں شکایت کی نہیں آنی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہاں آنے کا مقصد آرام اور آسایش نہیں بلکہ یہ باتیں ہر شخص کو علی قدر مراتب اپنے گھر میں بہترین طور پر حاصل ہوتی ہیں یہاں آنے کی غرض تو وہ ہے جو

دوسری جگہ پوری نہیں ہوتی

یعنے خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا مستحکم رشتہ قائم کرنے کی سبیل ہاتھ آجاوے اور ان امراض نفس سے نجات ملے جن میں ہم گرفتار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں جس کے لئے خدا تعالیٰ نے

اپنا موعود خلیفہ ہم میں نازل کیا ہے

پس اس مقصد کے حصول کی راہ میں آنی اور فانی ضروریات کے لئے بیجا جدّ و جہد اور اس سلسلہ میں بیجا رنج و تعب یہاں نامناسب ہے۔ بلکہ ہر حالت میں ہمارے نصب العین وہ غرض اور مقصد ہو جس کے لئے سفر کیا گیا ہے۔ اور اخراجات اور سفر کی تکالیف برداشت کر کے اتنے میلوں کے فاصلہ پر ہم آئے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر جس پر مجھے توجہ دلانے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی ہماری کسی غلطی یا کمزوری سے متاثر ہونے کی حاجت نہیں اور نہ یہ سوال تمہاری راہ میں آنا چاہیئے۔ ہم لوگ جو یہاں رہتے ہیں بے شک۔ ان میں سے ایک گروہ اس قسم کا ہے جو حضرت امام علیہ السلام کی صحبت سے بہت متاثر ہے اور سابقین اور اولین کا گروہ ہے اور بہت سے ہم میں ایسے بھی ہیں جو ابھی بہت سی روحانی امراض میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل اور اُس کے برحق خلیفہ کی

نظرِ مسیحا اثر

سے شفا پا رہے ہیں اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی امراض کا فکر کرنا چاہیئے نہ دوسروں کے امراض پر نظر اگر ایک سردرد کا بیمار جو رات بھر ایک کھانسی میں مبتلا بیمار کے پاس رہے صبح کو اُٹھکر اپنے دوسرے ہم نشین کی شکایت کرے تو اُس کی یہ شکایت دانشمندوں کے نزدیک قابل توجہ نہ سمجھی جاویگی۔ پس اسی طرح یہ اگر روحانی امراض کے مختلف مریض ایک دوسرے کی شکایت کریں تو یہ بھی نازیبا بات ہے۔ اور اگر ہم شکایات ہی کے سلسلہ میں پڑ جائیں تو اپنے

اصل مقصد کو کھو بیٹھینگے

ان دو باتوں کے بعد تیسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ نہایت اہم اور نہایت ہی ضروری ہے۔

اگر ہم یہاں جمع ہوں اور کچھ حضرت اقدس علیہ السلام کی باتیں سُنیں اور کچھ بزرگان ملت کے مواعظ اور تقریریں سُنیں اور پھر عام طور پر ایک میلے کی طرح اِدھر اُدھر پھر کر اپنے وقت کو بسر کر لیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بہت سا راحصہ

اپنے وقت کا ضایع کرینگے

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک شخصی مفاد پر اور ایک قومی مفاد پر۔ شخصی مفاد سے میری مراد اپنی ذاتی اصلاح اور بہتری ہے اور قومی مفاد سے میری غرض ان امور سے ہے جن کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو ایک شخص سے شروع کر کے اسپر ہی ختم ہی نہیں کر دیا بلکہ اسکو ایک

کثیر جماعت اور قوم کا باپ بنا دیا ہے

وہ بجائے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند ابراہیم ہو کر ایک امت ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ ہم جب سال میں **ایک مرتبہ** ایک جگہ ہاں اس جگہ جو خدا تعالیٰ کے فیض اور فضل کے نزول کا مقام ہے جمع ہوں تو صرف اپنی ذاتی بھلائی کے سوال ہی کو سوچ کر الگ نہ ہو جائیں بلکہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ

ان امور پر غور کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکیں جو **قومی کاموں کی اصلاح** کے سوال پر غور کرنے کا وقت ہو۔ بجائے اس کے جو ہم دو دو چار چار کی منڈلیوں میں اِدھر اُدھر پھر کر اپنا وقت گذاریں ہمیں مناسب ہے کہ سلسلہ کی ضروریات پر متفقہ رائے زنی کریں۔

ضروریات سلسلہ میں سب سے اول ہمیں **لنگرخانہ** کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یہ وہ شاخ ہے جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک عظیم الشان شاخ ہے لنگرخانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور چونکہ اس مد کا کوئی مستقل خرچ تجویز نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ نہ تو آنے والے مہمانوں کی حد بست ہو سکتی ہے اور نہ ان کی حیثیتوں کا کوئی تشخص ہو سکتا ہے کہ کس قسم کے مہمان آئینگے اور نرخ اجناس کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکتا ہے اس لئے کوئی تخمینہ یا بجٹ لنگرخانہ کا پیش نہیں کیا جا سکتا تاہم اندازہ اور قیاس کسی حد تک ہو سکتا ضرور ہے مَیں نے اخبار کے پہلے صفحہ پر تین ہزار ماہوار کا سرسری اندازہ درج کر دیا ہے مگر یہ بالکل سچی بات ہے کہ یہ ضروریات کے لئے بہت کم ہے۔

اس کے بعد مدرسہ ہے جو آپ کے بچوں کی تعلیم کے لئے آٹھ سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ہے۔ مدرسہ کی ضروریات کا بجٹ آپ پڑھ چکے ہیں۔ مگر اتنا ہی آپ کا کام نہیں کہ مدرسہ کی ضروریات کا علم حاصل کریں اور انکے پورا کرنے کی فکر نہ کریں۔ آپ کا فرض ہونا چاہیئے کہ ان صورتوں پر غور کریں جو مدرسہ کے لئے زیادہ مفید اور موثر ہو سکیں۔ قوم کے بچوں کی قسمیتں ایک طرح پر تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ اس لئے یہ آپکا فرض ہے کہ انکے لئے ہر مناسب پہلو پر غور کریں۔ مَیں **صنعتی تعلیم** کے پہلو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اپنی رائے نیک نیتی کے ساتھ پیش کرنے سے پرہیز نہیں کیا کرتا مجھے اسپر اصرار نہیں رہا اور نہ ہوگا کہ ضرور اسے واجب التسلیم سمجھا جاوے تاہم

مسئلہ تعلیم کا حل

ایک مشکل سوال ہے جو اس زمانہ میں تمام قوموں کے سامنے ہے یہ کہہ دینا بہت

آسان ہے کہ یہ دُنیاداروں کی باتیں ہیں مگر میں کہوں گا کہ جب دُنیوی مقاصد کو ملحوظ رکھکر دُنیوی تعلیم کے سلسلہ پر ہزاروں روپیہ سال بھر میں خرچ کر دیا جاتا ہے تو کیوں ضروری نہیں کہ اس مفید پہلو کو نظر انداز کر دیا جاوے۔ قوم کو ہر قسم کے افراد کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوم بجائے خود مختلف قسم کے افراد کے مجموعہ کا نام ہوتا ہے تو پھر کیوں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ قومی ضرورتوں کا سارا مدار صرف انگریزی اور رسمی تعلیم ہی پر آگیا ہے۔

آپ کو اگر اعلیٰ درجہ کے انگریزی دان گریجوئیٹس کی ضرورت ہے تو لوہاری اور نجاری کے فن میں ہوشیار مستریوں کی بھی حاجت ہے۔ یہ مضمون بہت تفصیل طلب ہے گورنمنٹ کو خود مسئلہ تعلیم پر غور کرنے کی ضرورت پڑی ہے اور یونیورسٹی نے جو اصول اس بارہ میں اختیار کیا ہے وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہونا چاہئیے اور ایسا ہی دوسری قومیں اس عقدہ کو جس طرح پر حل کر رہی ہیں

اسپر بھی غور کرنا چاہئیے

تتبع اور تقلید کا سوال ایک روشن خیال اور حق جو قوم کے سامنے نہیں آنا چاہئیے اسے ہر حکمت کو اپنا ہی حق سمجھنا چاہئیے۔ اور فی الحقیقت یہ سچ ہے

الحکمۃ ضالۃ المومن

حکمت مومن کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے۔

مدرسہ کے ضمن میں ہی ضرورت ہے ایسے سپیکروں اور محرروں کی جو خدمت دین کے ایسے پہلوؤں میں کام کر سکیں۔ پچھلے دنوں حضرت مولوی محمد علی صاحب کی رخصت کے سوال پر ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کیلئے چار لاکھ کی جماعت میں ایک فرد کے سوا دوسرے پر نظر نہ پڑ سکا کیا افسوسناک امر ہے بجائیکہ بیسیوں ایسے آدمی ہونے چاہئیں تھے۔ بعض لکھ سکتے ہیں مگر جرات نہیں بعض ایسے ہیں کہ ان کے لئے مشق کی ضرورت ہے مگر انہیں توجہ نہیں۔ ایسا ہی بولنے والوں کا حال ہے۔ بہت تھوڑے آدمی نکلینگے جو اس مقصد کو پورا کر سکیں اس لئے اس سوال پر بھی غور کرنا چاہئیے۔

پھر اشاعت سلسلہ کا سوال ہے میری اپنی سمجھ میں اس مقصد کی دو شاخیں ہیں۔ بیرونی اشاعت اور اندرونی اشاعت یا یہ کہو کہ جیسے ہمارے امام کی دو شانیں ہیں۔ ایک شان عیسویت۔ دوسری شان مہدویت۔

اسلام کو ممالک غیر میں شائع کرنا اس زمانہ میں بہت ضروری اور اہم فرض ہے اور یہ کام میگزین کے ذریعہ ہو رہا ہے اندرونی اشاعت کا کام دو اخبارات اور دو رسالے کر رہے ہیں۔ جن میں سے صرف اُردو میگزین قومی رسالہ کہلا سکتا ہے۔ باقی دو اخبار الحکم اور بدر اور تشحیذ الاذہان شخصی اخبار اور رسالہ کہلانے چاہئیں۔

باوصف اس کے کہ میرا اخبار الحکم سے تعلق ہے اور اس کے نفع ونقصان کا اثر میری ذات پر پڑتا ہے مگر میں امر حق کے کہنے سے کبھی رک نہیں سکتا کہ اُردو اشاعت کا موجودہ طریق قوم کے لئے گراں ضرور ہے اگر کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ ان سب اخبارات اور رسالجات کو متحد کر کے قومی رنگ میں کسی اخبار کو چلایا جاوے تو شاید زیادہ سودمند اور ارزاں طریق نکل آوے۔ مگر صورت موجودہ بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مقاصد کے لئے ضروری ہے اس لئے موجودہ صورت میں رکھکر بھی ان کو زیادہ مفید اور طاقتور بنانے

کی کوشش کرنی چاہئیے۔

اس کے بعد بعض دوسری قومی ضرورتوں کا سوال ہے مثلاً یتیم خانہ وہ ایک نامکمل صورت میں پڑا ہے۔

ایسا ہی تعلیم نسواں کے مسئلہ کی طرف توجہ بکار ہے۔ ہم نے اپنی مستورات کے متعلق کیا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں بجز اس کے جو یہ کہدیں کہ قادیان میں ایک چھوٹا سا سکول جاری کیا ہے یہ سچ ہے کہ ابتدائی حالت نہایت ناقابل اطمینان اور ڈرانے والی ہوتی ہے مگر یہ بھی تو ہمارا فرض ہونا چاہئیے کہ اس کی حفاظت اور اہتمام کے لئے پوری کوشش کریں۔

ایسا ہی ایک اور مشکل ہے اور وہ بھی بجائے خود قابل غور ہے اور وہ قوم کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کی کسی معقول صورت کا تجویز کرنا ہے

غرض

قوم کی مختلف ضرورتوں پر بڑے غور سے بحث کرنی چاہئیے اور باہم تبادلہ خیالات کر کے اُن کے لئے کوئی راہ اختیار کی جاوے۔ ان سب کے علاوہ ایک معمولی امر کی فروگذاشت سے بھی ایک غیر محسوس نقصان قوم کو پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ باہم احباب میں تعارف بھی نہیں ہوتا۔ اور اس سے جو فوائد پہنچ سکتے ہیں نہیں پہنچ سکتے۔

خلاصہ

پس آپ آئیں اور اپنی بھلائی کے ساتھ سلسلہ کی ضروریات پر غور کریں اور اُن کو پورا کرنے کی فکر میں اپنی رائے دیں۔ جو مفید سمجھا عرض کر دیا ممکن ہے کہ ان میں سے بعض باتیں اہل الرائے لوگوں کی نظر میں بالکل فضول ہوں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر غور کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچینگے تو میں اپنی محنت کا صلہ یقین کرونگا کیونکہ یہ امر متعدد ضروریات قوم پر توجہ کرنے کا ذریعہ ہو جائے گا۔

آخر میں پھر با ادب التماس کرتا ہوں کہ آپ آکر اپنی قومی ضروریات کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں جو یہاں جاری ہیں پوری دلچسپی لیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین!

ضروری یادہانی

سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کیلئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوتے ہیں عین وقت پر مہمانوں کو اتارنے اور انکو انکی جگہ کی تجویز میں وقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلئے جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحبکو اس قدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن کے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دینگے اور اسطرح پر انتظامی امور میں سہولت ہوگی ایسی تمام اطلاعیں جلسہ سے پہلے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس میں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔ پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمان خانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کے لئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں وہ عنداللہ ماجور ہونگے۔ یعقوب علی سکرٹری

مسئلہ سود پر مولانا نذیر احمد خانصاحب ایل ایل ڈی کی خدمت میں ایک نیاز نامہ

جناب مولانا المکرم! السلام علیکم - چند روز ہوئے کہ آپ کی کتاب الحقوق الفرائض حصہ دویم ایک دوست کے ذریعہ مجھ کو دیکھنے کو ملی اس میں آپ نے سود کے متعلق جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے - اس کی نسبت بجائے اس کے کہ میں کچھ فوائد نقل کرتا یا وہ تحریر میرے لئے اطمینان قلبی کا باعث ہوتی اولٹی اسکے برخلاف بہت سے ایسے امور پیدا ہو گئے ہیں کہ جنکا حل ہو جانا میرے نزدیک ضروری امر ہے - اس میں شک نہیں کہ یہ خط و کتابت جناب کے قیمتی اوقات میں ہرج واقع کرے مگر تاہم ایک نفس کا بھلا کرنا اور اسکو ایک امر کے سمجھانے سے پہلو تہی کرنا بھی ضروری اور لازمی امر اور علماء اسلام کی شان کو شایان ہے اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں - کہ اس عرض میں میرا ہی بھلا مقصود نہیں ہے بلکہ بنی نوع میں بہتوں کا بھلا ایک یقینی بات ہے - وجہ یہ ہے سود مسلمانوں کے رگ وریشہ میں ایسی پیوست ہوئی ہے کہ گویا ان کی گھٹی میں یہ بات اُن کو پلائی گئی ہے -

سود کے متعلق جسقدر آج تک علماء عصر نے فتاوے دیئے ہیں اُن میں سے اکثر باوجود ملازمت سرکاری اور قلیل الفرصت ہونے کے مجھکو دیکھنے کو ملے ہیں اور ان پر اپنے خیالات کو غور کرنے کا اچھے طرح موقع میسر آگیا ہے - مگر جہانتک میری عقل نے میرے یاری کی ہے میں بہ وثوق کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام فتوے معقول دلایل سے سراپا دور و مہجور ہیں اور یقیناً ان میں اسبابات کی کوئی جھلک نہیں کہ جس سے طالب صادق کے لئے اطمینان قلبی کا موجب ہو سکے -

یہ امر ظاہر ہے اور عقل سلیم نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے کہ القرآن مجید نے جسقدر احکام ظاہر کئے ہیں وہ انسانی ہستی کے لئے امر ممکن ہیں یعنی اُن کے کرنے پر لاریب بفضل اللہ وہ قادر ہے ان میں کوئی تکلیف مالا یطاق کا مصداق نہیں اور کہ وہ انسانوں کی بہبودی اور بہتری کا صریح ذریعہ اور کامل و مکمل بنانے کا سچا آلہ ہیں ہلاکت اور تباہی کی راہوں سے دور رکھنا اور گمراہی و ضلالت ـ ـ ـ ـ سے بچانا اُن کا مقصود اصلی ہے اور انسانی ہستی کو وہ بنانا ملحوظ خاطر ہے کہ جو اُس کی ہستی کی اصل غرض ہے - ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان نے محض دنیا دولت و ثروت بٹورنے کی خاطر ہی جنم نہیں لیا کہ وہی تدبیریں اختیار کی جاویں - یا اسلام وہی تدبیریں تبلاتا - جو دنیا کی دولت کے تدوین کے لئے ضروری اور لابدی تھیں مگر یہ بات اس لئے نہیں بتلائی گئی کہ اُس کی پیدائیش کا اصل منشار تو یہ تھا جو کہ آیت ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون میں ظاہر کیا گیا پس اس کے لئے جسقدر کافی و وافی تھی وہی مناسب تھی - یہی وجہ ہے کہ اس غرض کو پورے کرنے کی خاطر اسلام نے جو مسایل پیش کئے ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ناممکن التعمیل ہو ہاں یہ بے شک ہے کہ بعض مسایل اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق صرف ہمارے ذاتیات تک محدود ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا تعلق بادشاہ اسلام کے ساتھ ہے جیسے کہ رجم زانی یا قطع ید سارق وغیرہ - یہ اس قسم کے احکام ہیں کہ ان کی تعمیل کے اہل وہی حضرات ہیں اس کے علاوہ جسقدر احکام ہیں نماز ہے تو روزے ہیں تو زکوۃ ہے وغیرہ ان میں ہمکو کوئی بات ایسے نظر نہیں آتی کہ وہ ناممکن التعمیل ہو - ربوا - زنا - شرک - شراب خوری - قماربازی وغیرہ عیوب سے بچنا نہ صرف ممکن بلکہ قرین قیاس ہے - نماز کے پڑھنے کا حکم ہوا - تو روزہ رکھنے کا حکم ہوا - تو زکوۃ دینے کا حکم ہوا - تو آنحضرت صلعم نے انکی تعلیم کرکے ہمکو دکھلا دیا - کہ ایسے عمل کیا جاتا ہے - ایسے ہی ربوا کے ترک کرنے کا حکم ہوا - تو زناکاری اور شراب خوری کی بدعادات کے چھوڑنے کا حکم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل درآمد کرکے بتلا دیا کہ اس طرح سے ہم نے ان کاموں کو چھوڑا تھا - اور حکم آلہی کی تعمیل یوں کی تھی - اسی مسئلہ سود پر اگر غور کی جاوے اور صحابہ او تبع تابعین کی سیرت ولائیف کے اوراق کا مطالعہ کیا جاوے تو اون کے سیرت ولائیف میں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ بعد حرمت ربوا اونہوں نے اس کے یہ معنے گھڑے ہوں کہ اس ممانعت سے صرف ۲ روپیہ سیکڑہ کی ممانعت ہے - ایک روپیہ سیکڑہ کی نہیں - ہم جہانتک صحابہ کرام کی لایف پر غور کرتے ہیں - تو ہمکو تو یہی نظر آتا ہے کہ اُن میں اکثر تجارت پیشہ ہی تھے اگر تجارت کا کام بغیر سود کی داد و ستد کے چلنا دوبھر تھا - تو صحابہ کی تجارت کس طرح چلتی رہی؟ ہمارے خیال میں تو یہی آتا ہے - اور واقعات حقہ اسپر شاہد ہیں کہ سود کے ترک کرنے سے ہی صحابہ کی تجارت کو وہ عروج ہوا - کہ وہ دنیا کے مالک بن گئے - قرآن نے جو احل اللہ البیع وحرم الربوا! فرمایا ہے اس نے بھی تو آخر کچھ رنگ دکھلانا ہی تھا - یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے ترک کرنے سے تعامل کے طور پر مسلمان آج تک سود کو حرام مطلق خیال کرکے اوس سے کنارہ کرنا عین ایمانداری سمجھتے ہیں - اور اس سے اس امر کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے - کہ سود کے عدم جواز و حرام ہونے پر صحابہ کرام ایسے ہی بہ وثوق ایمان رکھتے تھے - جیسے کہ تعامل کے طور پر مسلمانوں میں یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ سود کا لینا دینا ہر دو حرام مطلق -

آپ نے اس کے جواز کے جو کچھ دلایل تحریر فرماتے ہیں اسکو پڑھکر مجھکو سخت افسوس ہوا ہے اور دلایل کی کمزوری نے مجھکو یہ نیاز نامہ تحریر کرنے کے لئے مجبور کیا ہے جس سے میرا استفسار یہ ہے کہ آپ ان پر نظر ثانی کرکے جواب باصواب سے ممنون و مشکور فرماویں تو بعید از عنایت بے غایت نہ ہوگا -

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ نقد کا سود یہی متعارف سود ہے کہ زید نے مثلاً خالد سے ایک ہزار روپیہ اس اقرار سے قرض لیا کہ چھ مہینے میں یکمشت یا باقساط تمہارے ہزار روپیہ کے ادا کر دونگا اور ایک روپیہ سیکڑہ ماہانہ کے حساب سے سود دونگا - سو اگرچہ اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناہی ہے لیکن اس میں اشتباہ یہ واقع ہوا ہے - کہ قرآن میں ایک جگہ تو اضعافاً مضاعفہ یعنی سود در سود کی مناہی ہے - دوسری جگہ مطلق سود کی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا - تو سود در سود بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا - اس کے لئے

حکم خاص کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اشتباہ امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے کہ عرب کے لوگوں میں سود در سود کا رواج تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن میں جہان مطلق سود کی منا ہی ہے۔ وہاں بھی سود سے سود در سود مراد ہے۔ چونکہ مطلق سود کو الربوا معرف باللام فرمایا ہے۔ نحو کے قاعدے سے وہی ربوا سمجھا جاویگا۔ معہود فی الذھن۔ جو کہ عرب میں مروج تھا۔ الفرائض صفحہ نمبر ۳۴۴۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ جواز سود کی یہ توجیہ اس قسم کی ہے کہ اگر اوسکو درست تسلیم کیا جاوے تو دوسرے امور میں اسکو ذرین اصول قرار دیکر فیصلہ کر لینے کی کوئی وجہ انصافاً مانع نہیں ہو سکتی۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس صورت میں مطلق سود حرام تھا تو سود در سود بدرجہ اول حرام ہوگا۔ اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی ویسا ہی اسی طرح اس اصول کو مد نظر رکھکر ایک شخص آیت لاتقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ الخ کو پیش کر کے اس کی توجیہ اس آیت سے کرے کہ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لاینکحھا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المومنین۔ یعنی یہ ظاہر کرے کہ مشرک عورت کے متعلق ہی۔ مذکورہ بالا ایت ہے کیونکہ اگر زنا مطلق حرام تھا۔ تو آیت لاتقربوا الزنا کے بعد اس دوسری موخر الذکر آیت کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ زنا حرام ہوا۔ تو مشرکہ عورت ہو خواہ زانیہ ہو۔ سب ایک جیسے ہی ہیں اس لئے دوسری آیت کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ دوسری آیت آئی ہے۔ اس لئے اس سے وہی زنا مراد ہے۔ جو مشرکہ عورت یا زانیہ یعنی کسی سے ہو۔ ورنہ دوسری ایسی عورتیں اس سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ جو کنواری اور بیوہ ہوں۔ اور بدقسمتی سے یہان بھی زنا معرف باللام ہے۔ آپ کے مسلمہ نحو کے قاعدے سے جب دیکھتے ہیں۔ تو معہود فی الذھن وہی زنا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی دلیل کو تسلیم کرنے کی حالت میں جو کہ عرب میں مروج تھا۔ اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ عرب میں مشرکہ عورتیں بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں زنا کا چلن تھا یعنی زنا کی کثرت تھی۔ ایسا ہی ایک جگہ آیا ہے کہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ مگر دوسری جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ تو اس سے مگر ایک آپ جیسا نکتہ رس یہ نکتہ نکال لیوے۔ کہ خمر اور میسر شیطانی حرکات کا موجب ہوں تب ہی حرام ہیں اور اگر شیطانی حرکات تک نہ پہنچیں تو جائز نہیں۔ اور چونکہ یہان بھی خمر میسر معرف باللام ہے۔ نحو کے قاعدے سے معہود فی الذھن وہی استعمال خمر اور میسر تسلیم کیا جانا جناب کی دلیل کو تسلیم کے بعد ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ عرب میں مروج تھے۔ اور کہ جس سے خرابیاں واقع ہوتی تھیں ورنہ کمتر درجہ کا ہرگز ہرگز نہیں پس بتلائے انکے جواز اور اسکے عدم جواز کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

ہم حضرت رازی یا کسے اور کی کوئی دلیل کیسے قبول کریں جب حالت میں کہ ہم قرآن کا یہ نظام پاتے ہیں کہ اس نے ہر ایک بدی کو بتدریج دور کیا ہے۔ خیال فرمائیے۔ کہ اول اول خمر کے بارے میں صرف یہ حکم آیا کہ لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ جب اس کے عادی ہو گئے تو فرمایا یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ اس میں پہلے حکم کے بموجب زیادہ تشریح موجود ہے اور خمر اور میسر کے منافع کو جہان تسلیم کیا گیا ہے وہان اس کے عیب کی بھی تشریح کر دی گئی ہے۔ جب اس کے بھی عادی ہو گئے تو صاف سنا دیا کہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بتدریج ایک بدی کی جڑھ کاٹی گئی ایک آیت دوسری آیت کی نہ تو نقیض ہے اور نہ کوئی اور نتیجہ نکالنا مناسب ٹھہر سکتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں کے لئے مختلف نسخے ہیں ایسے ہی سود کے متعلق کیا گیا کہ اول اضعافاً مضاعفۃ کہکر سود در سود کو رد کیا جب اس کے عیب سے آگاہ ہو گئے۔ اور اس کی عادت پڑگئی تو مطلق سود کو حرام کر کے صاف حکم سنا دیا کہ ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم مومن ہو تو جو کچھ بھی سود تم نے لینا ہے چھوڑ دو ان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی اگر باوجود سمجھانے عیب سود خوری کے باز نہیں آتے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس نے خدا اور رسول سے لڑنے کی ٹھان لیں وہ مومن ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ یعنی اگر مومن ہو تو سود کو چھوڑ دو گیا معنے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ سود کھاوے پس نہ تو ایک آیت دوسری آیت کی نقیض ثابت ہوتی ہے اور نہ غیر ضروری بلکہ ایک ٹھیک یہ ہے کہ ہر ایک مرض آہستہ آہستہ دور ہو سکتا ہے یک دم دور ہونا غیر ممکن ہے۔ اور روزمرہ کا تجربہ اس کی تردید کرتا ہے۔ قانون قدرت میں ہم کو یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے۔ کہ بدی بھی ابتداً تھوڑی تھوڑی کر کے ترقی پکڑ کر اول درجہ کا بدکار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح نیکی کا بھی حال ہے۔ دیکھو اگر ایک شخص افیون کھانا شروع کرتا ہے تو اول چاول یا خشخاس کے دانے کے برابر شروع کرتا ہے۔ پھر یہ تدریج ترقی کرتے کرتے ماشوں تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے کہ اول روز ہی ماشہ بھر کھالے تو پہلے ہی روز دنیا سے کوچ کر جاوے۔ ایسے ہی افیون چھوڑنے والے یا دوسرے نشہ باز بھی آہستہ آہستہ ہی چھوڑا کرتے ہیں۔ ورنہ ضرور بضرور تکلیف ہونا ایک قدرتی بات ہے کیونکہ اُن کی طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ اُن کی غذا بن جاتی ہے۔ اس لئے اس کے وقت پر نہ میسر آنے کی طبیعت میں بے کلی پیدا ہوتی ہے پس اسکا نتیجہ جو کچھ ہے وہ صاف ہے اور یہ سود در سود کے حکم اور مطلق سود کے حکم کا راز سمجھنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے ہمارے لئے جو اُسپر غور کریں۔

ہم جہان تک باریک نظر اور عقل سلیم سے غور کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر بیش از بیش ہوتا جاتا ہے اور اس حکمت خداوندی پر ہمارے دل اسکی صداقت سے بھر جاتے

ہیں کہ اوسنے مطلق سود اور سود در سود کی مناہی کرکے اپنے ہمہ طاقت اور ہمہ علم کا ثبوت دیا ہے وجہ یہ کہ اگر ہم آپ کی دلیل کو ہی بفرض محال سچا تسلیم کرلیں یعنی یہ مان لیں کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں صرف سود در سود کا ہی رواج تھا۔ دوسرے قسم کے سود کا رواج نہ تھا۔ تاہم ان ہر دو آیات کا ہونا قرآن کریم کی صداقت کی بڑی دلیل ہے یعنی عالم الغیب خدا کو معلوم تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں انٹرسٹ اور یوژری کے سوال پیدا ہوکر اول الذکر کو حلال محض ثابت کرنے پر زور لگایا جاویگا۔ اور آخر الذکر کو حرام۔ لہذا قرآن کریم نے ہر دو کا حرام ہونا دلائل قاطع سے ثابت کرکے اپنی صداقت کو اظہر من الشمس کردیا یعنی بقول آپ کے اضعافاً مضاعفۃ سے تو آنحضرت کے وقت کے رائج سود کی حرمت کو ثابت کردی اور دوسری آیت سے جسکو آپ مطلق سود کے ذکر میں پیش کرکے سود در سود کا استدلال کرتے ہیں۔ ہمارے اس زمانے کے سود کو حرام کردیا۔ گویا کہ پہلی آیت زمانہ حال یعنی آنحضرت صلعم کے زمانے کے واسطے تھی اور دوسری آیت زمانہ استقبال کے واسطے یعنی جس میں ہم اور آپ ہیں۔ پس اس دلیل سے بھی سود کا حرام ہونا ہی نکلتا ہے۔ حلال ہونے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھتی اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن کریم کا بڑا احسان ہے کہ اُس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے کافی ہے اور اس نے کسی بدی و بدکاری کے روکنے سے اغماض نہیں کیا۔ خواہ وہ بدی زمانہ حال یعنی اس کے نزول کے وقت میں پھیلی ہو۔ خواہ آئندہ کسی زمانے میں پھیلے اس نے برابر ہر ایک کے دور کرنیکا میٹر جمع کردیا ہے اور یہ اس کے عالم الغیب خدا کی طرف سے ہونے کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے اور کیسی کچھ نتیجہ خیز امر ہے۔ کہ اگر قرآن شریف صرف ایک ہی شق کو لیتا یعنی سود در سود کا ہی صرف ذکر اور ممانعت کرتا یا صرف مطلق سود کو ہی منع فرماتا سود در سود سے اغماض کرجاتا تو خوش فہم حضرات اس سے کیا کچھ نہ نتائج اخذ کرتے دیکھئے! باوجودیکہ دو آیتیں دو فرمانوں اور دو حالتوں پر دلالت کرتی ہیں مگر آپ ہیں تو صرف ایک ہی حالت میں اسکو دھر گھسیٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس حالت میں سود منع تھا تو سود در سود بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اس کے لئے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ صرف سود در سود کی ممانعت ہے دوسرے قسم کے سود کی جسکو انگریزی میں انٹرسٹ کے نام سے پکارا گیا ہے ممانعت نہیں حالانکہ اس پر ہزاروں ایسے اعتراض پیدا ہوسکتے ہیں۔ کہ اگر کم شرح کا سود جائز ہے تو کمتر درجہ پر زنا۔ جوا۔ شراب۔ چوری۔ وغیرہ کیوں جائز نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ آپ کے خیال میں سود کے متعلق دو آیتیں ہیں جس سے کہ آخرکار یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف سود در سود ہی ناجائز ہے ایسے ہی شراب کے بارے میں نتیجہ نکالا جاسکتا ہے۔ غور فرمادیں کہ ایک جگہ آیا ہے کہ انما الخمر والمیسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان اور دوسری جگہ آیا ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما۔ کیا اس سے ایک شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ شراب اور جوا شیطانی حرکات کا موجب ہوں جب بھی حرام ہیں۔ ورنہ تھوڑی مقدار چونکہ خرابی کا باعث نہیں ہوتی اس لئے جائز ہیں۔ اور قرآن شریف بھی منافع للناس کہکر اس کے نفع کو تسلیم کرتا ہے اگرچہ اثمھما اکبر من نفعھما کہا ہے مگر وہ کثرت کے لئے ہے نہ کہ کم مقدار کے لئے بتلائے کہ اس کے جواز اور اس کے عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے ہماری سمجھ میں تو یہی آتا ہے کہ ابتداءً ہر ایک بدی اور بدکاری تھوڑی تھوڑی کی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ کرکے وہ انسان کو اول درجہ کا جنگلی کا بدکار بنادیتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ سود کے لین دین میں کوئی عقلی اور اخلاقی برائی تو سمجھ میں نہیں آتی پھر مذہبی مناہی کس مصلحت پر مبنی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سود کے بارہ میں عقل اور مذہب ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ عقل تو سود کے جواز کا فتوے دیتی ہے اور مذہب ہے کہ سود کے نام سے چڑتا ہے یہیں سے ہم عقل کی حکومت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ مذہب نے بہتیرا غل مچایا مگر سود کا رواج ذرا بھی تو موقوف نہ کرسکا۔ اکیلا اسلام ہی سود کا دشمن نہیں یہود نصاریٰ سب ہیں تو مذہباً اس کے مخالف ہیں اور پھر کھلم کھلا خزانے دھڑلے سے لیتے ہی ہیں۔ اور دیتے بھی ہیں یہانتک کہ روم و مصر میں بھی برابر سود کا لین دین ہورہا ہے۔" الحقوق والفرائض صفحہ ۲۳۹

ہمارے تو سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ جناب کے نزدیک عقلی اور اخلاقی برائی کسکو کہتے ہیں ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں اور اس سے گیارہ سو نقد وصول کرلیں آپ کے نزدیک نہ عقلی برائی ہے اور نہ اخلاقی مگر اس کے نفع و ضرر سے وے آگاہ ہوسکتے ہیں کہ جس نے مثلاً ایک ہزار روپے لئے تو ہوں۔ تجارت میں لگانے کے لئے اور بدقسمتی تجارت میں گھاٹا آگیا ہو۔ تو اس وقت عقلی اور اخلاقی بدی اور برائی کا قافیہ تنگ ہوجاتا ہے اس کے علاوہ جس طرح سود کے لین دین میں عقلی اور اخلاقی برائی سمجھ میں نہیں آتی ایسے ہی شراب۔ اور زنا و جوے کے بارے میں کونسی اخلاقی و عقلی برائی ہے شاید فرمادیں۔ کہ زناکاری میں حقوق العباد کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ کسبی و کنواری اور بیوہ سے زنا کرنے میں یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ رہا جوا اگر اسکو بھی حقوق العباد کی ضمن میں لاکر آپ رد کرینگے تو ایک اسکا قائل اس پر یہ دلیل لاسکتا ہے کہ جیسے ہمارا روپیہ دوسرے کے ہاتھ میں جانا اس میں ممکن ہے ایسے ہی دوسرے کا ہمارے ہاتھ میں آنا پس اس میں اگر حق العباد کے تلف ہونے کا جرم ہے تو سود خوری میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ایک بندہ خدا کی گاڑھے پسینے کی کمائی ایک مفت خورہ اوڑا کر فقیر کرتا ہے۔ رہی شراب اس میں کسی کی نہ تو حق تلفی ہے اور نہ کچھ اور برائی ظاہراً نظر آتی ہے اگر ہے تو صرف صرف اپنے پیسہ کا نقصان ہے مگر لطف اور ذوق جو آتا ہے جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ کیسا عجیب و غریب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ شروب کے جسقدر آج تک فوائد ظاہر ہوئے ہیں ان سے ایک باخبر انسان انکار نہیں کرسکتا ہے۔

ہمارے تو یہی سمجھ میں آیا ہے کہ انسان محض دولت جمع کرنیکی خاطر پیدا نہیں ہوا ہے۔ مگر اوسکا جنم اس مادی دنیا میں یعبدون کے لئے ہوا ہے۔ اسی لئے القرآن المجید نے اس کے لئے وہی سبیل ظاہر فرمائی کہ جس سے اس کے اس مقصد میں نقص لازم نہ آوے۔